Research Journal
Tahqeeqat
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

اردو غزل میں تصورِ محبوب کی علامتی اور استعاراتی جہتیں

Symbolic and Metaphoric aspects of concept of “MEHBOOB” in Urdu Ghazal

Lutf Ullah Khan
PhD Urdu Scholar, Department of Urdu,
Northern University, Nowshera
Dr. Nazar Muhammad Abid
Assistant Professor, Urdu Department,
Northern University, Noshera

لطف اللہ خان
پی ایچ-ڈی اردو اسکالر، شعبہ اردو، ناردرن یونیورسٹی، نوشہرہ
ڈاکٹر نذر محمد عابد
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، ناردرن یونیورسٹی، نوشہرہ

Abstract

Love and affection is the most common poetic topic of poetry of all languages and cultures. There are much more symbols and metaphors which are used to elaborate the beauty of beloved by the poets. Urdu poetry especially Ghazal has borrowed and owned much symbols and metaphors from Persian poetry. Some of these symbols and metaphors are Gul, Shama, Chand, Saqi, Butt etc. On the other side some parallel symbols and metaphors are also used for lover such as Bulbul,Parwana,Maikash and Maikhar etc. These symbols are also used in social and political scenario. In classical Urdu Poetry, usually these symbols and metaphors are used for lover and beloved. But in modern Urdu Poetry these symbols and metaphors are also used for homeland , social and political workers , dictators and establishment. It is a critical study of symbols and metaphors used for beloved in Urdu Ghazal with relevant examples from both classical and modern Urdu poetry.

Keywords: *Symbols,Metaphors,Lover,Beloved,Gul,Saqi,Shama,Parwana,Chand,Beauty*

کلیدی الفاظ: علامتیں، استعارہ، عاشق، محبوب، گل، ساقی، شمع، پروانہ، چاند، حسن و جمال

یوں تو ہر زبان کی شاعری میں عشقیہ موضوعات کی بھرمار ہے لیکن اردو شاعری خصوصاً غزل کا دامن عشقیہ شاعری سے بھرا پڑا ہے۔ اردو غزل کی جڑیں ہندوستانی ثقافت میں دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ کلاسیکی غزل میں عشقیہ موضوعات کے ساتھ ساتھ ہمیں ہندوستان کی صدیوں پر محیط تہذیبی اور معاشرتی زندگی کے خدوخال نظر آتے ہیں۔ اردو غزل کی ابتدا کے متعلق ایک نظریہ یہ ہے کہ اس کی پیدائش بہمنی دور میں ہوئی لیکن بہمنی سلطنت کے بکھر جانے اور پانچ ریاستوں میں تقسیم ہو جانے کے بعد اردو غزل کی صحیح نشوونما ہوئی۔ اردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر اگرچہ قلی قطب شاہ کو قرار دیا جاتا ہے، لیکن ولی کو مولانا محمد حسین آزاد اردو شاعری کا باوا آدم قرار دیتے ہیں۔

ولی تک پہنچتے پہنچتے اردو شاعری کی عمر تقریباً تین سو سال ہو چکی تھی۔ ولی کی شاعری اس قدر مقبول عام تھی کہ دہلی کے لوگ گلیوں اور بازاروں میں ولی کے اشعار پڑھتے تھے۔ لیکن آثار بتاتے ہیں کہ غزل کی ابتداء بہت پہلے ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر یوسف حسین خان کے الفاظ میں:

> "اگرچہ اسلام سے قبل جاہلی دور میں تشبیب کی شکل میں تغزل ابتدائی حالت میں ملتا ہے لیکن اُموی عہد میں غزل اپنی نکھری ہوئی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ شعر کی یہ صنف عشق و محبت کے جذبات کے لیے مخصوص ہوگئی۔ اسلامی عہد کے ابتدائی عرب شاعروں کا تغزل مجاز ہی کی داستان سرائی ہے۔ مجاز ہی اُن کے لیے سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اس لیے اُن کے اندر جوش اور شدّت پائی جاتی ہے۔"(۱)

غزل کے موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ کلیم الدین احمد نے غزل کو "نیم وحشی صنفِ سُخن" قرار دیا ہے۔ عشق غزل کا سب سے اہم موضوع رہا ہے۔ ہر شاعر نے عشق اور اس کی مختلف کیفیات کو اپنے انداز میں سپردِ قلم کیا ہے۔ اندازِ بیاں مختلف ہونے کے باوجود اس کا محور

OPEN ACCESS
HEC
DRJI
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
اشاریہ اردو جرائد
EuroPub

عشق ہی ہے۔اسلوب اور الفاظ کا چُناو ہر شاعر کو انفرادیت بخشتا ہے۔محبوب کی جفا،حسن وجمال،ہجر ووصال اور دیگر کیفیاتِ عشق کا بیان ہر شاعر نے اپنے اپنے انداز میں کیا ہے،جس کے پیچھے ہر شاعر کا اپنا مزاج،سماجی پس منظر اور تہذیبی و ثقافتی روایات کار فرما ہیں۔یہی وجہ ہے کہ موضوع ایک ہی ہونے کے باوجود یہ شعراء اور ان کے کلام ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں۔

حسن و عشق غزل کا بنیادی موضوع ہے لہٰذا فارسی شاعری کے زیر اثر اردو شاعری کا علامتی نظام بھی حسن و عشق کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے اور اردو شاعری خصوصاً غزل میں دیگر اشیاء کے لیے علامتوں کے استعمال کے ساتھ ساتھ عاشق و معشوق کے لیے کثرت سے استعارے اور علامتیں استعمال کی گئیں جن میں بیشتر کا تعلق چمن اور باغ سے ہے۔ان میں گل و بلبل کی علامتیں اس قدر مشہور ہوئیں کہ اکثر شعراء کے ہاں گل و بلبل کا ذکر ملتا ہے،مثلاً:

میر

گل و بلبل بہار میں دیکھا
ایک تجھ کو ہزار میں دیکھا
(۲)

میر درد

قفس میں کوئی تم سے اے ہمصفیرو
خبر گل کی ہم کو سناتا رہے گا
(۳)

غالب

کون گل سے ضعف و خاموشیءِ بلبل کہہ سکے
نے زبانِ غنچہ گویا نے زبانِ خار باغ
(۴)

بلبل کی علامت عاشق کے لیے مخصوص ہے جبکہ اپنی انفرادیت اور خوبصورتی کی وجہ سے گل یعنی پھول کی علامت محبوب کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔جبکہ گلشن سے مراد دنیا ہے لیکن یہ علامتیں موقع محل کے مطابق اپنے مفاہیم میں تنوع کا پہلو بھی رکھتی ہیں۔مثلاً گل کی علامت اگر ایک طرف محبوب کے لئے مستعمل ہے تو دوسری طرف حاکمِ شہر اور خالقِ کائنات کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے۔اسی طرح بلبل سے مراد عاشق بھی ہے اور رعایا بھی۔ڈاکٹر وزیر آغا کے الفاظ میں:

> "غزل کا شعر کسی خاص واقعے یا شے کی عکاسی کے بجائے اُس واقعے یا شے کو اجتماعی تحریکات کی تفہیم کے لیے ایک علامت میں تبدیل کر دیتا ہے: مثلاً غزل میں سلاسل،زندان،رہبر،رہزن،گل،بلبل وغیرہ کو ان کے لغوی مفہوم میں استعمال کرنے کے بجائے بعض اجتماعی احساسات وکیفیات کی عکاسی کے لیے رمزیہ انداز میں بیان کرنے کا رجحان وجود میں آیا ہے جو غزل کے مزاج کا قدرتی نتیجہ ہے" (۵)

گل کی علامت کا محبوب کے لیے استعمال اس قدر عام ہے کہ شاید ہی کسی شاعر کا کلام اس سے خالی ہو۔ پھول اپنی خوبصورتی اور نزاکت کے باعث محبوب کے حسن و جمال سے گہری مشابہت رکھتا ہے:

یگانہ

خار و گل دونوں کو اپنے بانکپن پر ناز ہے
دیکھیے رہتا ہے کس کے ہاتھ میدانِ بہار

(۶)

پھولوں میں گلاب کا علامتی مفہوم بہت وسیع ہے۔ سفید پھول اگر ایک طرف نفاست کی علامت ہے تو دوسری طرف معصومیت، پاکیزگی اور دوشیزگی کی علامت بھی سمجھا جاتا ہے۔

محبوب کے لیے چاند کا استعارہ بھی اردو شاعری میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔ چاند اپنی خوبصورتی، چمک اور ٹھنڈی روشنی کے باعث نہایت پُرکشش تو ہے ہی، لیکن ان صفات کی بنا پر محبوب کے لیے بطورِ استعارہ ایسے انداز میں استعمال کیا جاتا ہے جس سے محبوب حسن و جمال کا پیکر بن کے اُبھرتا ہے۔ اردو کی کلاسیکی شاعری کے علاوہ جدید شاعری خاص طور پر غزلیہ شاعری میں محبوب کے حسن و جمال کے مختلف زاویوں کو ابھارنے کے لیے چاند کا استعارہ بھی استعمال ہوا ہے:

میر

ایک بھی چشمک نہ اس مہ کی سی تھی
آنکھیں تاروں نے بہت جھمکائیاں

(۷)

فراق

عشق کی آغوش میں بس اک دلِ خانہ خراب
حسن کے پہلو میں صدہا آفتاب و ماہتاب

(۸)

گل و بلبل کی طرح شمع و پروانہ بھی شاعری میں کثرت سے استعمال ہونے والی علامتیں ہیں۔ فارسی شاعری کے زیرِ اثر اردو شاعری شمع و پروانہ کے بطورِ علامت استعمال سے بھری پڑی ہے۔ اگرچہ اس کے مفاہیم میں تنوع پایا جاتا ہے لیکن اس کا عمومی استعمال عاشق اور معشوق کے لیے کیا جاتا ہے۔

پروانے کی علامت عموماً عاشق کے لئے مستعمل ہے جبکہ شمع اپنی روشنی، خوبصورتی اور چمک دمک کی بنا پر محبوب کے حُسن و جمال پر دلالت کرتی ہے۔ ساتھ ہی سوز و گداز کی معنویت میں جب استعمال ہوئی تو غم کی نمائندگی بھی کرنے لگی۔ عاشق کے خلوص اور والہانہ پن کو پروانے کی دیوانگی سے تشبیہ دی جانے لگی۔ یہی وجہ ہے کہ گل و بلبل کے بعد شمع و پرانہ کی علامتوں کو اردو شاعری میں اہم مقام حاصل ہے۔ انھیں ہر دور کے شاعروں نے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے:

قمر جلالوی

شمع محفل سے لو لگائی ہے
کیا پتنگے کی موت آئی ہے

(۹)

مصطفی زیدی

ہزار شمعوں کا بنتا رہا میں پروانہ
کسی کا گھر ترے دل میں مرے سوا نہ ہوا

(۱۰)

فارسی شاعری کے زیر اثر شراب، ساقی اور میخانے کی علامتیں اردو شاعری میں بھی بکثرت استعمال ہوئی ہیں، لیکن فرق صرف یہ ہے کہ فارسی شاعری میں شراب اور اس کے متعلقات تصوف کی علامتوں کے طور پر مستعمل ہیں۔ ان علائم کا استعمال فارسی شاعری میں عشق حقیقی کے حوالے سے کیا جاتا تھا۔ اردو شاعری میں یہ علامتیں عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی دونوں کے لیے مستعمل ہیں اور تقریباً ہر شاعر نے ان علامتوں کا استعمال کر کے اپنی شاعری کو حسنِ دوام بخشا ہے۔

عشق مجازی کے تناظر میں ساقی کی علامت ارضی محبوب کے لیے مخصوص ہے جب کہ متصوفانہ شاعری میں یہی علامت عشق حقیقی کے پیش نظر خالقِ کائنات کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ بہر حال اس کا تعلق شاعر کی فکر و نظر سے ہے کہ وہ انھیں کن معنوں میں استعمال کرتا ہے۔

چند مثالیں:

میر درد

ساقی! مرے بھی دل کی طرف ٹک نگاہ کر
لب تشنہ، تیری بزم میں، یہ جام رہ گیا

(۱۱)

قمر جلالوی

یاد ہوگا تجھے ساقی ترا رکھا تھا بھرم
بے پئے ہم نے قدم ڈالے تھے بہکے بہکے

(۱۲)

محبوب کے لیے بُت کا استعارہ بھی اردو شاعری میں عربی اور فارسی شاعری کے زیرِ اثر آیا محبوب کو چونکہ پرستش کی حد تک چاہا جاتا ہے اس لیے محبوب کے لیے بُت کا لفظ بطورِ استعارہ استعمال کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ بُت کی بے حسی ہے کیونکہ محبوب پر عاشق کے نالہ و فریاد کا کوئی اثر نہیں ہوتا:۔

غالب

چھوڑوں گا میں نہ اُس بتِ کافر کا پوجنا
چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر

(۱۳)

کیوں کر اُس بت سے رکھوں جان عزیز
کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

(۱۴)

شاعری کا تعلق خواہ کسی بھی علاقے،زبان اور ادب سے ہو،اس کا بنیادی موضوع عشق و محبت رہا ہے اور رہے گا۔شعر میں غنائیت کے عنصر کو محبوب کے حسن و جمال کی تعریف کے لیے موزوں سمجھا گیا ہے۔یوں تو نثر میں بھی عشقیہ داستانیں بکثرت ملتی ہیں لیکن صنفِ نظم میں غزل کو اپنے حسنِ بیاں کی بنا پر وارداتِ قلبی، محبوب کی اداؤں،بے وفائی،کج کلاہی اور نازک اندامی کے بیان کے لیے بطورِ خاص استعمال کیا گیا۔محبوب کی خوب صورتی کو مختلف شعرا نے ان استعاروں کی مدد سے بیان کیا ہے:

مہِ کامل(قمر جلالوی)

اے قمر تاروں نے پھر شاید اشارہ کر دیا
ورنہ کیا پہچان لیتا وہ مہِ کامل مجھے

(۱۵)

گُل بدن(سرور)

کرتے ہیں سحر رقص میں اُس گل بدن کے پاؤں
کیا کیا سماں دکھاتے ہیں طاؤس بن کے پاؤں

(۱۶)

نغمہ جاں(ناصر کاظمی)

خوشی کی رُت ہو کہ غم کا موسم،نظر اُسے ڈھونڈتی ہے ہر دم
وہ بُوئے گل تھا کہ نغمہ جاں ، مِرے تو دل میں اُتر گیا وہ

(۱۷)

رشکِ ماہ(سالک)

اس ادا سے بزم میں رقصاں ہوا وہ رشکِ ماہ
بن گیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤں میں

(۱۸)

رشکِ چمن (ناصر)

سرخ پاجامہ ہے ، گوٹا ہر کلی میں ہے لگا
پھولوں کی چھڑیاں ہیں اس رشکِ چمن کی پنڈلیاں

(۱۹)

زیبِ انجمن (حسرت)

بسکہ زیبِ انجمن ہے جلوہ جانانہ آج
ہے سراپا آرزو ہر عاشقِ دیوانہ آج

(۲۰)

پری رو (میر)

عشق کرتے ہیں اس پری رو سے
میر صاحب بھی کیا دوانے ہیں

(۲۱)

محبوب اگر حسن و جمال میں یکتا سمجھا جاتا ہے تو دوسری طرف اس کی بے رُخی، بے وفائی اور ظلم و ستم بھی مشہور ہے۔ شاعر اپنے محبوب کی تعریف میں اگر رطب اللسان رہتے ہیں تو اس کی بے وفائی اور بے رخی کا رونا بھی روتے رہتے ہیں۔ محبوب کی بے رخی اور بے وفائی کا ذکر اشعار میں:

فتنہ خو (غالب)

اُس فتنہ خُو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسد
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

(۲۲)

بے وفا (بیخود دہلوی)

مجھ کو نہ دل پسند،نہ وہ بے وفا پسند
دونوں ہیں خود غرض،مجھے دونوں ہیں ناپسند

(۲۳)

کج روش (میر)

وہ کج روش نہ ملا راستی میں مجھ سے کبھی
نہ سیدھی طرح سے ان نے مرا سلام لیا

(۲۴)

ستم گر(ناصر کاظمی)

کچھ یادگارِ شہرِ سِتم گر ہی لے چلیں
آئے ہیں اس گلی میں تو پتھر ہی لے چلیں

(۲۵)

سب سے زیادہ استعارے محبت کے جذبات کے اظہار کے لیے تراشے جاتے ہیں کیونکہ محبت انسانی جذبوں میں سب سے زیادہ قوی جذبہ ہے۔ محبت کے کئی روپ ہیں اور اس کا ہر روپ انفرادیت کا حامل ہے۔اردو ادب خصوصاً شاعری کا حسن استعارے اور علامت کے بغیر نامکمل ہے۔یہی وجہ ہے کہ کلاسیکی عہد سے لے کر جدید دور تک ہر شاعر نے استعارات اور علائم کے ذریعے اپنی شاعری کی آرائش و زیبائش کے ساتھ ساتھ اپنا مافی الضمیر لوگوں تک پہنچایا اور وہی شاعر زیادہ کامیاب رہا جس نے قدیم اور جدید استعارات اور علائم کے امتزاج سے اپنا ایک نیا اسلوب تشکیل دیا۔بقول ڈاکٹر نثار ترابی:

"علامتوں کے نئے معانی تلاش کرتے ہوئے جدید غزل گو شعراء نے انھیں خارجی مظاہر سے مربوط کیا جس سے سماجی معنویت کی تازہ کار فضا مرتب ہوئی۔اس سے زبان ارتقاء اور نشوونما کے نئے مراحل میں داخل ہوئی۔اب غزل کے ہئیتی پیکر میں تخلیق کے عمومی تجربے سمونے کی بجائے شعراء میں عصر کے رواں مناظر سے کشید کی گئی سچائیوں کو منظوم کرنے کا جذبہ ابھرا۔عشق اور عاشق کی روایت بدلی،رقیب کے مفہوم کا زاویہ بدلا۔"(۲۶)

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جس طرح محبت اور عشق کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوتی گئی اسی طرح اظہار کے قرینے بھی بدلتے گئے۔جدید اردو غزل میں ہمیں یہ وسعت صاف نظر آتی ہے مرد اور عورت کے روایتی رشتے کے برعکس محبت کا جذبہ ماں، باپ، بہن بھائی، خدا، وطن اور مقصد تک پھیل گیا۔ترقی پسند شعراء نے وطن اور آزادی اور انقلاب کو محبوب بنا کر پیش کیا۔جدید اردو غزل کے رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر وزیر آغا کہتے ہیں:

"آج کا غزل گو شاعر پرانی تشبیہوں،پامال استعاروں اور فرسودہ علامتوں سے مطمئن نہیں۔نئے زمانے کی برق رفتاری نے خود اُس کی ذات کے اندر ہیجان سا برپا کر کے اُسے نئی قدروں کی تلاش پر اُکسایا ہے۔"(۲۷)

جدید شعراء میں اقبال نے عشق اور محبوب کے تصور کو ایک نئے منفرد اور بامقصد انداز میں پیش کیا ہے۔اقبال نے اس مقصد کی خاطر جو علامتیں استعمال کی ہیں وہ اُن کے کلام کی پہچان بن گئی ہیں۔علامہ نے عشق کو نئے مفاہیم عطا کیے ہیں۔ان کے ہاں عشق سے مراد محض چاہت نہیں ہے بلکہ کسی مقصد کے حصول کے لیے اپنی ساری توانائی صرف کر دینا عشق کا حقیقی مفہوم ہے۔اقبالؒ نے عقل اور عشق کو دو متضاد چیزیں قرار دیا ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(۲۸)

بیسویں صدی میں اقبال کے بعد جس شاعر کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی وہ فیض احمد فیض ہیں۔ فیض کا مزاج اگر رومانوی تھا تو ان کی روح انقلابی تھی۔ انھوں نے رومانویت کے لبادے میں سیاسی اور سماجی حالات کے متعلق اپنے خیالات کو جس حسن وخوبی سے پیش کیا اس نے ان کی شاعری کو آفاقیت عطا کی۔ اُنھوں نے دیگر ترقی پسند اور انقلابی سوچ رکھنے والے شعراء کی بہ نسبت دھیما لیکن پُر سوز لب ولہجہ اختیار کر کے سیاسی مضامین اور نظریات کو تغزل کے رُوپ میں قلم بند کیا۔ انھوں نے روایتی تصور محبوب کو وطن اور انقلاب تک وسعت دے کر اسے ایک مخصوص خول سے نکالا:

کب ٹھہرے گا درد اے دل، کب رات بسر ہوگی
سنتے تھے وہ آئیں گے، سنتے تھے سحر ہوگی

(۲۹)

اگر چہ کلاسیکی دور کی بہ نسبت جدید غزل کے تصورِ محبوب میں کافی حد تک تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں لیکن اس میں چاہے کتنی ہی تبدیلیاں کیوں نہ آجائیں، حسن و عشق کی یہ کشمکش ہمیشہ جاری و ساری رہے گی۔ جب تک حُسن موجود رہے گا، محبوب کا تصور مٹنے نہ پائے گا اور عشق و محبت کی داستانیں رقم ہوتی رہیں گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ یوسف حسین خان، اردو غزل، معارف پریس، اعظم گڑھ، ۱۹۷۴ء، ص ۳۳۴
۲۔ دیوان میر، مرتب اکبر حیدری، ڈاکٹر، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی، سری نگر، ۱۹۷۳، ص ۱۹۴
۳۔ میر درد، خواجہ، دیوان اردو میر درد، مطبع نول کشور، کانپور، س ن، ص ۴
۴۔ دیوان غالب جدید، محمد انوار الحق، مفتی، مدھیہ پردیش اردو اکادمی، بھوپال، ۱۹۸۲، ص ۲۳۸
۵۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو شاعری کا مزاج، مجلس ترقی ادب، ۲۔ کلب روڈ لاہور، مئی ۲۱۰۶، ص ۱۹۴
۶۔ یگانہ، منتخب کلام، مرتب نجیب جمال، ڈاکٹر، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد، نومبر ۲۰۱۷، ص ۸۵
۷۔ محمد حسین مشاہد رضوی، مرتب، میر۔ شخصیت، شاعری اور منتخب کلام، رحمانی پبلیکیشنز، مہاراشٹر، ۲۰۱۴ء، ص ۴۶
۸۔ فراق گورکھپوری، منتخب کلام، مرتب ساجد علی صدیقی، پروفیسر، نیشنل بک فاونڈیشن، اسلام آباد، جولائی ۲۰۱۶، ص ۵۸
۹۔ قمر جلالوی، استاد، رشکِ قمر، شیخ شوکت علی اینڈ سنز پبلشرز، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۱۴۳
۱۰۔ مصطفی زیدی، کلیاتِ مصطفی زیدی، (قبائے ساز)، الحمد پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۲۳
۱۱۔ میر درد، خواجہ، دیوانِ درد، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۳ء، ص ۱۱۹
۱۲۔ قمر جلالوی، استاد، رشکِ قمر، شیخ شوکت علی اینڈ سنز پبلشرز، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۷۱
۱۳۔ سردار جعفری، مرتب، دیوانِ غالب، ہندوستانی بک ٹرسٹ، بمبئی، ۱۹۵۸ء، ص ۷۱
۱۴۔ ایضاً، ص ۶۰
۱۵۔ قمر جلالوی، استاد، رشکِ قمر، شیخ شوکت علی اینڈ سنز پبلشرز، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص ۸۰

۱۶۔ محسن علی، محسن، سراپا سخن، مرتب ڈاکٹر محمد ہارون قادر، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۷
۱۷۔ توصیف تبسم، ڈاکٹر، مرتب، دل تو میرا اُداس ہے ناصر، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۷ء، ص ۲۲۴
۱۸۔ عندلیب شادانی، ڈاکٹر، تحقیق کی روشنی میں، غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۲۱۹
۱۹۔ محسن، علی محسن، سراپا سخن، مرتب ڈاکٹر محمد ہارون قادر، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۹۹
۲۰۔ جنید آزر، منتخب کلام۔ حسرت موہانی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۷ء، ص ۵۵
۲۱۔ محمد حسین مشاہد رضوی، مرتب، میر۔ شخصیت، شاعری اور منتخب کلام، رحمانی پبلیکیشنز، مہاراشٹر، ۲۰۱۴ء، ص ۱۳
۲۲۔ سردار جعفری، مرتب، دیوانِ غالب، ہندوستانی بک ٹرسٹ، بمبئی، ۱۹۵۸ء، ص ۱۲۰
۲۳۔ بیخود دہلوی، گفتارِ بیخود، علی گڑھ برقی پریس، دہلی، ۱۹۳۸ء، ص ۸۵
۲۴۔ محمد حسین مشاہد رضوی، مرتب، میر۔ شخصیت، شاعری اور منتخب کلام، رحمانی پبلیکیشنز، مہاراشٹر، ۲۰۱۴ء، ص ۳۰
۲۵۔ توصیف تبسم، ڈاکٹر، دل تو میرا اُداس ہے ناصر۔ منتخب کلام ناصر کاظمی، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۷ء، ص ۲۲۳
۲۶۔ ڈاکٹر نثار ترابی، اردو غزل کے عصری رویے، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۲۴ء، ص ۴۱۱
۲۷۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اردو شاعری کا مزاج، مجلس ترقی ادب، ۲۔کلب روڈ لاہور، مئی ۲۱۰۶، ص ۲۸۰
۲۸۔ محمد اقبال، علامہ، شرح کلیاتِ اقبال اردو، مترجم و شارح یوسف مثالی، عبد اللہ اکیڈمی، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۵۲۵
۲۹۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، مکتبہ کارواں، لاہور، س ن، ۳۴۲

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1.Yousaf Hussain Khan,Urdu Ghazal,Maarif press,Azam Garh,1974,P:334
2. Deewan-e Mir,Murattab Akbar Haidri,Dr,Jammu & Kashmir Academy,Siri Nagar,1973,P:194
3.Mir Dard Khwaja,Deewan Urdu Mir Dard,matba Nol Kishor,Kanpoor,P:4
4.Deewan-e Ghalib Jadeed,Murattab Muhammad Anwarul Haq,Mufti,Madhia Pardesh Urdu Academy,Bhoopal,1982,P:238
5. Wazir Aagha,Dr,Urdu Shayeri ka mizaj,Majlis taraqi-e adab,2.Club Road Lahore,May 2016,P:194
6. Yagana,Muntakhab Kalam,Murattab Najeeb Jamal,Dr,National Book Foundation,Islamabad,Nov2017,P:85
7. Muhammad Hussain Mushahid Rizvi,Murattab.Mir,shakhsiyat,shayeri awr muntakhab kalam,Rahmani Publications,Maha Rashtar,2014,P:46
8. Firaq Gorkhpoori,Muntakhab Kalam,Murattab Sajid Ali Siddiqi,Professor,National Book Foundation,IslamAbad,July 2016,P:58
9.Touseef Tabassum,dil tu mera udas hay Nasir,muntakhab kalam Nasir Kazmi,National Book Foundation Islamabad,2017,P:117
10.Ibn-e Insha,es basti kay ek koochay mai,Akif Book Depo,Dehli,2009,P:124
11.Qamar Jalalvi,Ustad,Sheikh Shoukat Ali & Sons publishers,Karachi,1977,P:143
12.Mustafa Zaidi,Kulyat-e Mustafa Zaidi(Qubaye Saz) Alhamd Publications,Lahore,1998,P:123

13.Mir Dard,Khwaja,deewan-e Dard,maktaba-e jamia Ltd,New Dehli,2003,P:119
14. Qamar Jalalvi,Ustad,Sheikh Shoukat Ali & Sons publishers,Karachi,1977,P:71
15. Sardar Jaffri,Murattab,Deewan-e Ghalib,Hindustani Book Trust,Bombay,1958,P:71
16.Ibid,P:60
17. Qamar Jalalvi,Ustad,Sheikh Shoukat Ali & Sons publishers,Karachi,1977,P:80
18.Mohsin Ali,Mohsin,Sarapa Sukhan,murattab Dr.Muhammad Haroon Qadir,Al-waqar publications,Lahore,2012,P:71
19. Touseef Tabassum,dil tu mera udas hay Nasir,muntakhab kalam Nasir Kazmi,National Book Foundation Islamabad,2017,P:224
20..Andaleeb Shadani,Dr,Tehqeeq ki roshni mai,Ghulam Ali and sons Publishers,Karachi1963,P:219
21. Mohsin Ali,Mohsin,Sarapa Sukhan,murattab Dr.Muhammad Haroon Qadir,Al-waqar publications,Lahore,2012,P:99
22.Junaid Azar,Muntakhab kalam.Hasrat Mohani,National Book Foundation,Islamabad,2017,P:55
23. Muhammad Hussain Mushahid Rizvi,Murattab.Mir,shakhsiyat,shayeri awr muntakhab kalam,Rahmani Publications,Maha Rashtar,2014,P:13
24. Sardar Jaffri,Murattab,Deewan-e Ghalib,Hindustani Book Trust,Bombay,1958,P:120
25.Bekhud Dehlawi,Guftar-e Bekhud,Ali Ghar Barqi Press,Dehli,1938,P:85
26. Muhammad Hussain Mushahid Rizvi,Murattab.Mir,shakhsiyat,shayeri awr muntakhab kalam,Rahmani Publications,Maha Rashtar,2014,P:30
27. Touseef Tabassum,dil tu mera udas hay Nasir,muntakhab kalam Nasir Kazmi,National Book Foundation Islamabad,2017,P:223
28..Dr.Nisar Turabi,Urdu Ghazal kay asri rawaiye,National Book Foundation,Islamabad,2024,P:411
29..Altaf Hussain Hali,Muqadama Sher-o Shayeri,Maktaba-e jamia Ltd,New Dehli,2013,P:123
30.Muhammad Iqbal Allama,Sharah Kulyat-e Iqbal Urdu,Mutarjim wa Sharih Yousaf Misali,Abdullah Academy,Lahore,2017,P:525
31.Faiz Ahmad Faiz,Nuskha Haye wafa,Maktaba karwan,Lahore,P:342